کتاب نما

Prophet Muhammad and his Western Critics، ظفرعلی قریشی۔ ناشر: ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور۔ صفحات: ۱۱۰۲ (دو جلدوں میں)۔ قیمت: ۵۰۰ روپے۔

جیسا کہ کتاب کے عنوان سے ظاہر ہے جناب ظفرعلی قریشی نے آنحضورؐ کی ذات گرامی پر مغربی مصنفین کی تنقید، اعتراضات اور متعصبانہ نکتہ چینیوں کو موضوع بحث بنایا ہے۔ آنحضورؐ کی دل نواز اور من موہنی شخصیت اور آپؐ کی پاکیزہ تعلیمات نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنالیا، اور مسلمان دیکھتے ہی دیکھتے آدھی دنیا پر چھاگئے۔ اس پر یہودیوں اور ان سے بھی زیادہ عیسائیوں نے آنحضورؐ اور اسلام کو اپنا حریف جانا اور اس کے توڑ کے لیے طرح طرح کے حربے اختیار کیے۔ آپؐ کی بے داغ شخصیت کو داغ دار بنانے کے لیے بے جا اعتراض، افترا، اتہام اور بہتان تراشے گئے۔ اس ''کارخیر'' کا علم اٹھانے والوں میں مستشرقین پیش پیش تھے جو ''معروضیت'' اور علمی ''غیر جانبداری'' کے مدعی ہیں۔ ان لوگوں نے آپؐ کے کردار میں کیڑے نکال نکال کر، آپؐ کے کارناموں کو کم تر بتاکر اور عالم انسانیت کے لیے آپؐ کی اہمیت کو گھٹا گھٹا کر پیش کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا--- مگر یہ ایک لمبی کہانی ہے۔

ایام قدیم میں تو یہودی اور عیسائی علما کی معاندانہ تنقید کا ایک سبب، ممکن ہے، ان کی کم علمی ہو، یا مذہبی تعصب یا نسلی منافرت مگر دور حاضر کے دانش ور مستشرقین نے تو حقائق کو دانستہ توڑ موڑ کر پیش کرنے میں بڑی دیدہ دلیری دکھائی ہے۔ آنحضورؐ اور اسلام کے خلاف قرطاس و قلم کی اس صلیبی جنگ میں انگریزوں کے علاوہ جرمن، اطالوی، فرانسیسی، ولندیزی بلکہ اب ڈنمارک، سویڈن، اور بلجیم کے بعض اہل قلم بھی شامل ہوگئے ہیں۔ ان سب نے ''علمی تحقیق'' اور ''مطالعہ حقائق'' کے نام پر مختلف زاویوں سے اسلام اور پیغمبرؐ اسلام پر رکیک حملے کیے ہیں۔ حال کے مستشرقین میں پادری، ڈاکٹر منٹگمری واٹ ان لوگوں میں بہت نمایاں حیثیت رکھتے ہیں (وہ انجمن برطانوی مستشرقین کے صدر بھی تھے)۔ بقول ظفرعلی قریشی: انھوں نے آنحضورؐ کی انتہائی مسخ شدہ تصویر (highly distorted picture) پیش کی ہے۔ دو جلدوں میں ان کی تحریر کردہ سوانح محمدؐ (Muhammad at Mecca/ Madina) کو مغرب میں اس موضوع پر ایک مستند کتاب سمجھا جاتا ہے۔ یہ کئی بار انگریزی میں چھپی

(۲ بار پاکستان میں بھی) اور اس کے ترجمے فرانسیسی' ہسپانوی' جاپانی' عربی اور ترکی زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس ایک کتاب نے اسلام اور آنحضورؐ کے خلاف تعصب' نفرت اور دشمنی کا کتنا زہر پھیلایا۔

مغرب کے متعصبانہ الزامات اور معاندانہ کذب و افترا کے جواب میں ضرورت تھی کہ منظم منصوبہ بندی کے تحت ماہر علما کی ایک جماعت اس کام کو انجام دیتی' مگر افسوس ہے کہ ایسا نہ ہو سکا۔ جناب ظفر علی قریشی نے کئی برس پہلے اس کام کو مسلم دنیا کی ایک انتہائی اہم علمی ضرورت سمجھتے ہوئے آغاز کیا تھا' اور اب اس کا ایک حصہ مطبوعہ صورت میں سامنے آیا ہے۔ اسے دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ اس کا اصل محرک ان کا جذبہ ایمانی ہے۔ وہ عمر بھر علوم اسلامیہ اور تاریخ اسلام کی تدریس سے وابستہ رہے۔ عربی اور انگریزی ماخذ سے براہ راست استفادے نے ان کی کاوش کو زیادہ مستند بنا دیا ہے۔ آخر میں دی گئی فہرست ماخذ (عربی: ۵۵' دیگر زبانیں: ۵۳۹) سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے اس کام میں ایک عمر صرف کی ہے' (باوجودیکہ ان کے حالات نامساعد رہے)۔

جناب قریشی نے' یوں تو سبھی متعصب مستشرقین کی الزام تراشیوں کو حقائق کا آئینہ دکھایا ہے' مگر منٹگمری واٹ کے تعصب' عناد اور بے انصافیوں کی خصوصیت سے تردید کی ہے۔ اس تردید میں انھوں نے واٹ صاحب کی ناکافی معلومات' ابہام اور علمی بددیانتیوں کی طرف بھی اشارے کیے ہیں۔ اس سلسلے میں مصنف نے مستشرقین ہی کے بعض شواہد پیش کیے ہیں۔ مولانا ابو الحسن علی ندوی نے زیر نظر کتاب کے مقدمے میں فاضل مصنف کی برس ہا برس کی محنت شاقہ کی تحسین کی ہے اور ان کی "علمی تحقیق کے جدید انداز و اطوار کی پاسداری" کو سراہا ہے۔

تیرہ ابواب پر مشتمل زیر نظر کتاب جناب قریشی کے ایک لمبے منصوبے کا ایک حصہ ہے۔ وہ اس پر مزید کام کرنا چاہتے ہیں (بیسیوں' بلکہ سیکڑوں مستشرقین کا جواب لکھنا' تن تنہا ایک سکالر کے لیے جان جوکھم کا کام ہے' مگر ظفر علی قریشی اپنی پیرانہ سالی کے باوجود اس کے لیے تیار و مستعد ہیں' کاش انھیں کوئی معاون یا سرپرست مل جائے ---!)۔

کتاب آرٹ پیپر پر عمدہ معیار طباعت کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ اطمینان بخش' بلکہ قابل تعریف بات یہ ہے کہ دوسری جلد کے آخر میں (دونوں جلدوں کا) ایک مفصل اشاریہ شامل ہے (ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی)۔

جہانگیری قرآنی اشاریہ 'مرتبہ : سرور حسین خاں قادری جہانگیری - ناشر: تعلیمات قرآن 'آر ۷ ۱۰۴' سیکٹر ۱۶ 'اے بفرزون 'نارتھ کراچی 'صفحات : ۱۴۷ قیمت : ۲۰۰روپے -

زیر نظر اشاریہ جناب مولف کے ذاتی ذوق و شوق 'اور اس بنیاد پر ان کی گیارہ برس کی محنت شاقہ کا ماحصل ہے - اردو اور عربی زبان میں قرآنی اشاریوں سے استفادہ کرتے ہوئے اور اردو تراجم قرآن سے مدد لے کر انھوں نے قرآن حکیم کے اردو ترجمے میں مستعمل الفاظ و حروف کا اشاریہ تیار کیا ہے - الفاظ و حروف کی ترتیب الف بائی ہے - اگر قرآن حکیم کے کسی لفظ کا ترجمہ تین مختلف مترجمین نے الگ الگ کیا ہے تو اس لفظ کا حوالہ اردو کے تینوں مترادفات کے ضمن میں دیا ہے' مثلاً ''اکواب'' کا ترجمہ 'مختلف مترجمین نے آب خورے 'کوزے 'پیالے کیا ہے - اشاریے میں تینوں جگہ اس کا حوالہ دیا گیا ہے اور ہر جگہ دوسرے لفظ کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے -

عربی میں قرآن حکیم کے لفظی اشاریوں کی افادیت تو یہ ہے کہ ان کی مدد سے کسی خاص لفظ کے ذریعے آیات کی تلاش میں مدد ملتی ہے 'مگر اردو میں اس طرح کی مشق کی افادیت محل نظر ہے - خصوصاً اس صورت میں کہ سرور حسین خاں صاحب نے اسمائے معرفہ کو اشاریے میں شامل نہیں کیا (کیا وہ ''الفاظ'' نہیں ہیں؟) پاس 'کیا' سے' زمین 'سوا' شاید صبح 'ظاہر'کوشش 'نہیں جیسے الفاظ و حروف قرآن حکیم میں سیکڑوں مرتبہ آئے ہیں - ان کے حوالوں سے تحقیق کاروں کو استفادے کی کیا ضرورت درپیش ہوگی؟ ہم اسے نہیں سمجھ سکے - بنابریں زیر نظر اشاریے کی ترتیب میں فاضل مرتب کی محنت وتدقیق بجا' (اور انھیں اس کا اجر بھی ملے گا) مگر ہماری نظر میں اس کی علمی افادیت بہ غایت محدود ہے (ر - ہ) -

فکر اسلامی 'صفحات : ۲۱۴ - قیمت : ۱۱۰روپے - **عصریات** 'صفحات : ۲۵۵ - قیمت : ۱۵۰روپے - **اسلوب سیاست** 'صفحات : ۲۱۶ - قیمت : ۱۱۰روپے - مصنف : صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی 'ناشر: اتحاد فاؤنڈیشن '۹۴ کریم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن 'لاہور -

دینی 'سیاسی اور صحافتی حلقوں میں صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں - ان کے مضامین کے تین مجموعے پیش نظر ہیں - ان میں شامل بیشتر مضامین 'اخبارات و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں (بہتر ہوتا ہر مضمون کے آخر میں اس کی تاریخ اشاعت بھی لکھ دی جاتی تاکہ اس کا سیاق و سباق زیادہ واضح ہو جاتا) -

بعض مضامین کا تعلق اصولی' دینی اور فکری موضوعات سے ہے مگر زیادہ تر بحث عصری 'قومی' سیاسی اور ایک حد تک عالمی مسائل سے متعلق ہے - کچھ تحریریں جوابی ہیں جن میں ایک حد تک ردعمل

کی تلخ نوائی محسوس ہوتی ہے۔ماحول اور معاشرے میں ایک مثبت تبدیلی کی شدید خواہش رکھنے والے گیلانی صاحب نے معاشرے کے تضادات' منافقانہ رویوں اور ظاہر پرستی پر تنقید کی ہے۔اگرچہ وہ ایک دینی سکالر ہیں مگر عصری سیاست کے نشیب و فراز اور عالمی طاقتوں کی چالبازیوں اور ریاکاریوں پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ان کی سوچ معتدل اور فکر متوازن ہے اور وہ فقہی و کلامی موشگافیوں سے قطع نظر بالعموم مسائل کے عملی اور واقعاتی پہلوؤں سے بحث کرتے ہیں۔ان کتابوں کے مباحث کا دائرہ خاصا متنوع اور پھیلا ہوا ہے : اولو الامر کی اطاعت ' ملکیت کا تصور' حجاب کی حدود' جرائم' سیاست دانوں کی بدعنوانیاں' نفاذ شریعت' صوفیا کی ترجیحات' وطن عزیز میں اسلام کی نو بہ نو تعبیریں' ملت اسلامیہ کے بعض مسائل : افغانستان' بوسنیا' ایران' کشمیر' مغرب کا منافقانہ طرز عمل ' امریکی ورلڈ آرڈر' غرض زیر نظر تین کتابوں میں موضوعات کا ایک نگار خانہ سجا ہے۔

گیلانی صاحب لگی لپٹی رکھے بغیر پوری بے باکی سے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ان کی بہت سی باتیں سنجیدہ غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔ان کی بعض آرا سے اختلاف کے پہلو بھی نکلتے ہیں' جیسے اسلام میں حدود' حجاب یا تصور ملکیت وغیرہ' تاہم وہ کسی ایک موقف کو قطعی نہیں سمجھتے۔ان کے نزدیک بہت سے مسائل مزید غور و فکر کے طالب ہیں۔بہت سے افراد بھی زیر تنقید آئے ہیں' مثلاً : نواز شریف دور حکومت کے وزیر ثقافت شیخ رشید احمد (جو ایک زمانے میں مائیکل جیکسن اور میڈونا کو پاکستان بلانے کے لیے بے تاب تھے) یا عبداللہ ملک جیسے ترقی پسند دانش ور' یا ڈاکٹر جاوید اقبال جیسے لبرل مصنف۔اسی طرح نام نہاد روشن خیال مجددین' مادر پدر آزاد خیالی کے علمبردار' مفاد پرست مولوی اور جاگیردار سیاست دان وغیرہ بجا طور پر ان کی تنقید کا نشانہ بنے ہیں۔ملک و ملت کے معاملات سے گیلانی صاحب کی گہری دلچسپی اور دردمندی' ایک رواں دواں اور بے ساختہ اسلوب میں ڈھل کر دعوت فکر دیتی ہے اور کہیں کہیں ہلکی سی خطابت کا رنگ بھی دکھاتی ہے۔کئی جگہ انھوں نے پتے کی باتیں کی ہیں' جیسے بسنت کے حوالے سے :"قومیں جب آزمائش کے مرحلے میں ہوں تو اس وقت تفریح منانے کی نہیں' اپنی تاریخ بنانے کی ضرورت ہوتی ہے"۔ (عصریات' ص ۲۱۲)۔ایک جگہ پاکستانی سیاست کے حوالے سے لکھتے ہیں :"یہ عجیب بات ہے کہ بے دست و پا عوام امریکہ مردہ باد کے نام سے سیمینار منعقد کرتے ہیں مگر بااختیار حکمران امریکی سفیر کے سامنے دست بستہ نظر آتے ہیں اور ایک سفیر کو وہ پروٹوکول دیتے ہیں جو خود انھیں اس سفیر کے ملک میں بطور چیف ایگزیکٹو نصیب نہیں ہوتا" (اسلوب سیاست' ص ۲۲۳)۔ایک مضمون میں داتا دربار مسجد کے میناروں پر سونے کے پتر چڑھانے پر تنقید کی ہے کہ مسجد کی شان و شوکت سنگ و خشت سے نہیں' نمازیوں کی تعداد اور عبادت گزاروں کے تزکیہ نفس سے بڑھتی ہے۔آنحضورؐ نے مدینہ منورہ کی کچی مسجد میں کھجور کی چھال پر بیٹھ

کر ' عالمی اسلامی انقلاب کی قیادت کی ہے ۔ ہمارے ہاں عمارات جتنی بلند بنتی جا رہی ہیں ' انسان اتنے پست ہوتے جا رہے ہیں ۔ (عصریات ' ص ۲۰۳)۔

امید ہے یہ مختصر مگر موثر مضامین قارئین میں ایک مثبت سوچ اور تعمیری جذبہ پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوں گے (د - ہ)۔

منزل مراد از' آباد شاہ پوری ۔ ناشر: بک پروموٹرز' مرکز ایف سیون' اسلام آباد ۔ صفحات : ۱۹۲۔ قیمت : درج نہیں ۔

تحریک پاکستان پر انگریزی اور اردو میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں ۔ بالعموم وہ جدوجہد کی جیتی جاگتی داستان کے بجائے مسلم لیگ اور کانگریس کی قراردادوں اور ان پر برطانوی حکومت کے ردعمل کی روداد کی شکل اختیار کر لیتی ہے ۔ منزل مراد تحریک پاکستان کی تاریخ نہیں ہے بلکہ اس میں مصنف نے اہم سنگ ہائے میل کو مرحلہ وار اس طرح بیان کیا ہے کہ مسافر منزل تک پہنچتے پہنچتے اپنی منزل کے شعور ہی سے نہیں ' بلکہ اس کے لیے ایک احساس اور جذبے سے بھی مالا مال ہو جاتا ہے ۔ آباد شاہ پوری قلم و بیان پر اپنی قدرت کو کام میں لاتے ہوئے مئی ۱۸۵۷ میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کی ایسی تصویر کشی کرتے ہیں کہ مسافر پہلے قدم ہی سے ان کے ساتھ ہو جاتا ہے اور وہ اسے تقسیم بنگال ' تحریک خلافت ' صوبائی کانگریسی حکومتوں اور جنگ عظیم میں جاپانیوں کی آمد کے امکانات سے گزارتے ہوئے ۱۴ اگست ۴۷ تک لے آتے ہیں ۔ مصنف کے اپنے الفاظ میں: "زیر نظر کتاب میں مسلمانوں کی صدی سوا صدی کی اس جدوجہد کی تاریخ سامنے آگئی ہے جو انھوں نے برصغیر کے اندر اپنے جداگانہ تہذیبی تشخص اور ملک کی سیاسی زندگی میں اپنا مقام برقرار رکھنے کے لیے کی اور جب وہ اپنی ہم وطن ہندو قوم کی اکثریت کے تعصب ' تنگ دلی ' عداوت اور مسلم دشمن ذہنیت کے آگے بے بس ہوتے چلے گئے تو انھوں نے ایک آزاد وطن حاصل کرنے کو اپنی جدوجہد کا مقصود و مطلوب بنا لیا ۔ ایسا آزاد وطن جس میں اسلامی نظریہ حیات کے مطابق اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی بسر کر سکیں"۔

ایسی کتنی ہی کتابوں کے بارے میں دل چاہتا ہے کہ ہر پاکستانی نوجوان اسے ضرور پڑھ لے لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ایک تو شرح خواندگی بے حد کم ہے (تعلیم پر سرکاری وسائل کا شاید ۲ فی صد سے بھی کم خرچ ہوتا ہے) اور جو خوش قسمت پڑھنا جانتے ہیں ان میں سے بھی خال خال ہی سنجیدہ کتاب ہاتھ میں لینے کا تکلف کرتے ہیں جب کہ جاپان سے آنے والے ایک دوست کے مطابق قطاروں میں کھڑے مرد اور عورتیں بھی وقت ضائع کرنے کے بجائے کتاب پڑھتے نظر آتے ہیں ۔ ہماری صاحب کتاب امت منزل مراد تک کیسے پہنچے ! (مسلم سجاد)۔

مقالات ممتاز: ڈاکٹر ممتاز حسن ۔ مرتب: شان الحق حقی ۔ ناشر: ادارۂ یادگار غالب 'غالب لائبریری ' ناظم آباد ۲ ' کراچی ۔ صفحات: ۱۷۴۲ ۔ قیمت: ۱۵۰ روپے ۔

ڈاکٹر ممتاز حسن مرحوم کا شمار ان چند اعلیٰ افسران میں ہوتا ہے جو عمدہ انتظامی قابلیت کے ساتھ ساتھ بلند پایہ علمی و ادبی ذوق سے بھی بہرہ ور تھے ۔ وہ مطالعہ کتب کے شائق اور اہل علم و قلم کے قدر دان تھے ۔ مصروفیات کی کثرت کے باوجود وہ اپنی دلچسپی کے موضوعات پر قلم اٹھاتے رہتے تھے ۔ انھوں نے اگرچہ بہت زیادہ نہیں لکھا لیکن جو کچھ لکھا وہ ان کے ذوق کی عمدگی اور مطالعے کی وسعت کا آئینہ دار ہے ۔ ادارۂ یادگار غالب نے مرحوم کے منتشر مضامین و مقالات کو یک جا شائع کر کے ایک علمی و ادبی خدمت انجام دی ہے ۔ زیر نظر مجموعہ مقالات میں شخص و عکس ' اردو ادب ' عالمی ادب ' تعلیم و ثقافت اور اقبالیات کے عنوانات کے تحت ممتاز حسن کے کوئی ۴۶ مضامین جمع کر دیے گئے ہیں ۔ ڈاکٹر ممتاز حسن کا اسلوب تحریر تصنع سے مبرا اور سادگی کا نمونہ ہے جس کو ان کی ذہانت ' طباعی اور خوش ذوقی نے دلچسپ و دل کش بنا دیا ہے ۔ شخصیات پر ان کے مضامین ان کے گہرے مشاہدے اور نفسیات شناسی کے غماز ہیں ۔ قائداعظم اور علامہ اقبال پر ان کی نگارشات سے ان کی بصیرت اور قومی و ملی مقاصد سے ان کی گہری وابستگی عیاں ہوتی ہے ۔ ان کا ذوق تنقید و تحقیق اس وقت خوب نمایاں ہوتا ہے جب وہ اہم علمی موضوعات پر لکھتے ہیں ۔ مثلاً: "غبار خاطر" پر ان کا مضمون خاص توجہ اور مطالعے کے لائق ہے ۔ "غبار خاطر" پر بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن ممتاز حسن کا مضمون مختصر ہونے کے باوجود یقیناً ممتاز نظر آئے گا ۔ علامہ اقبال سے ممتاز حسن کی وابستگی مسلمہ ہے ۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس مجموعے میں اقبال پر ان کے ۲۱ مضامین شامل ہیں ۔ حصہ اقبالیات کے شروع میں بطور مقدمہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا ایک مضمون شامل ہے جس میں ممتاز حسن کی اقبال شناسی کا جائزہ لیا گیا ہے ۔

ممتاز حسن مرحوم نے علامہ کے خطبات کو کہیں کہیں خطبات مدراس یا چھ لیکچر لکھا ہے ' حالانکہ یہ خطبات ' صرف مدراس ہی میں نہیں ' میسور ' حیدر آباد دکن ' علی گڑھ اور لندن میں بھی پیش کیے گئے تھے ' اور یہ تعداد چھ نہیں سات ہے ۔

ہمارے ہاں یہ روش عام ہے کہ ایسے مجموعوں میں شامل مضامین کے حواشی و تعلیقات نہیں لکھے جاتے لیکن یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ اس مجموعے میں حسب ضرورت توضیحات وغیرہ درج کر دی گئی ہیں ۔ اس کا سرا یقیناً مرتب کتاب شان الحق حقی کے سر ہے ۔ تاہم بعض مقالات مثلاً "اقبال اور پاکستان" میں اس امر کا لحاظ نہیں رکھا گیا ۔ امید ہے کہ آیندہ اس پہلو سے کتاب کو زیادہ مفید بنایا

جائے گا۔ نیز مرحوم کے باقی ماندہ سرمایہ علمی کو بھی یک جا کر کے شائع کیا جائے گا۔ (ڈاکٹر رحیم بخش شاہین)۔

فی ظلال القرآن، جلد دوم، پارہ ۵ تا ۸، سید قطب شہید۔ مترجم: سید معروف شاہ شیرازی، ناشر: ادارہ منشورات اسلامی بالمقابل منصورہ لاہور۔ صفحات: ۱۲۶۶۔ قیمت: ۳۲۵ روپے۔

اردو میں سید قطب شہید کی معروف تفسیر "فی ظلال القرآن" کے ترجمے کی متعدد کوششیں کی گئی ہیں۔ سید حامد علی مرحوم کے ترجمے (البدر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور) پر ان صفحات میں اظہار خیال ہو چکا ہے (ستمبر ۹۵)۔ افسوس کہ حامد علی صاحب اس کی تکمیل سے پہلے ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ ایک اور کاوش مولانا سید معروف شاہ شیرازی کی ہے۔ وہ "فی ظلال القرآن" کا ترجمہ مکمل کر چکے ہیں۔ اس کی پہلی جلد چند ماہ پہلے شائع ہوئی تھی۔ مترجم نے دیباچے میں بتایا کہ میں نے نہایت ہی سہل اور سادہ پیرایہ اظہار میں، سید قطب کے مفہوم اور مراد کو اردو میں منتقل کرنے کی سعی کی ہے۔ مولانا عبدالمالک صاحب نے پہلی جلد پر تبصرے میں ترجمے کی عمدگی، سلاست اور روانی کی تحسین کی تھی، (تفصیلی رائے کے لیے اکتوبر ۹۵ کا شمارہ ملاحظہ کیجیے) اب اس کا دوسرا حصہ شائع ہوا ہے جو چار پاروں (۵، ۶، ۷، ۸) پر مشتمل ہے۔ اس حصے کی کمپوزنگ اور طباعت و اشاعت کا معیار، جلد اول سے بہتر ہے۔ توقع ہے شیرازی صاحب کی یہ محنت و کاوش، قارئین کے لیے سودمند اور نافع ثابت ہو گی (ر-ہ)۔

مجلہ **آرزوے اقبال**، مدیر: محمد رفیق نظامی۔ بزم آرزوے اقبال پاکستان، ۳۲-اے شجاع روڈ کلفٹن کالونی، لاہور، صفحات: ۳۲۔ قیمت: فی شمارہ: ۷ روپے، سالانہ: ۷۰ روپے۔

اس مختصر، مگر بامقصد اور سلیقے سے ترتیب دیے گئے مجلے کا سرعنوان علامہ اقبال کا یہ شعر ہے

خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نور بصیرت عام کر دے

ایک ایسی صورت حال میں کہ بقول مدیر: "قوم بحیثیت مجموعی، اخلاقی، معاشی اور سیاسی ہر لحاظ سے زوال پذیر ہے، حکیم الامت کے افکار کو مشعل راہ بناتے ہوئے، ایک عام پڑھے لکھے فرد تک ان کو پہنچانے کی سنجیدہ کوشش" کی ضرورت ہے۔ اسی لیے جناب نظامی نے "بزم آرزوے اقبال پاکستان" قائم کی اور اس کے تحت یہ رسالہ جاری کیا ہے۔ پہلے شمارے میں مولانا مودودی کا ایک انٹرویو اور دو تین مضامین شامل ہیں۔ ایک مضمون میں پاکستان کے قومی ترانے کے بعض معنوی اور فنی نقائص کی طرف توجہ دلاتے ہوئے، مطالبہ کیا گیا ہے کہ اس کی جگہ اقبال کا "ملی ترانہ" (چین و عرب

ہمارا.....) بطور قومی ترانہ رائج کیا جائے۔

جناب مدیر شعبہ تدریس سے وابستہ ہیں۔انھوں نے مجلّے کا آغاز غایت درجہ محدود وسائل کے ساتھ کیا ہے۔فکر اقبال کی نشرو اشاعت کا شوق اور "حسن نیت" ہی ان کا زادِ سفر ہے۔ہمیں امید ہے انھیں محبانِ اقبال کا تعاون حاصل ہو گا (ر-ہ)۔

حاصلِ بہار ' محمد افضل بدر۔ناشر: علمی کتب خانہ ' مظفر گڑھ۔صفحات: ۱۴۴۔قیمت: ۹۰ روپے۔

بدر صاحب نہایت شگفتہ طبع اور خوش فکر شاعر ہیں لیکن شاید اپنی سیاسی اور دیگر معاشرتی مصروفیات کی بنا پر وہ شعرو ادب کو بھرپور توجہ نہیں دے سکے۔ان کے مجموعہ کلام کے مختصر ہونے کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے لیکن باوجود اختصار کے یہ مجموعہ اپنے اندر فکر اور اسلوب بیان کی کئی قابل داد ادائیں اور لطافتیں رکھتا ہے جنھیں اس مجموعہ کلام کے فاضل تعارف نگار جناب پروفیسر اسرار احمد سہاوری نے لطف و خوبی سے اجاگر کیا ہے۔اس مجموعے میں نظمیں بھی ہیں اور غزلیں بھی۔نظموں کے موضوعات بیشتر دینی اور تحریکی ہیں۔غزلوں میں بھی رمز و ایما کے پیرائے میں مجموعی طور پر حیات افروز اور اصلاحی نقطہ نظر ہی سامنے آتا ہے۔تین منظومات فارسی زبان میں ہیں جو اس سے قبل کرنل خواجہ عبدالرشید کے مرتب کردہ ' تذکرۂ شعرائے پنجاب میں شائع ہو چکی ہیں۔امید ہے سنجیدہ علمی و ادبی حلقوں میں "حاصل بہار" کا پرتپاک خیر مقدم کیا جائے گا (جعفر بلوچ)۔

تیسواں پارہ منظوم ترجمہ احمد عقیل روبی۔ناشر: ورڈز آف وزڈم ' القرطبہ کامپلیکس ' ۸-جیل روڈ لاہور۔صفحات ۱۰۸۔قیمت درج نہیں۔

قرآن مجید کے منظوم اردو ترجمے اکثرو بیشتر جزوی ہیں۔(مکمل ترجموں میں علامہ سیماب اکبر آبادی کا منظوم ترجمہ قرآن خاص شہرت رکھتا ہے)۔احمد عقیل روبی کا تیسویں پارے کا منظوم ترجمہ جزوی تراجم قرآن میں ایک اچھا اضافہ ہے۔منظوم ترجمہ منثور ترجمے سے زیادہ مشکل ہوتا ہے کہ اس میں وزن کا خیال بھی رکھنا پڑتا ہے اور اصل مفہوم کو ادا کرنے کا اہتمام بھی کرنا پڑتا ہے۔احمد عقیل روبی نے اصل آیات اور ان کا وہ منثور ترجمہ دیا ہے جو شیخ الہند مولانا محمود حسن " (نہ کہ محمود الحسن) نے کیا اور اپنی کاوش کو شعری مفہوم کے عنوان سے درج کر دیا ہے۔(اس لیے اسے منظوم ترجمہ کے بجائے منظوم ترجمانی سمجھنا بہتر ہو گا)۔یہ کاوش کہیں تو نظم معرا کی صورت میں ہے اور کہیں نظم آزاد کی صورت میں۔بہرحال یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ مترجم نے مفہوم قرآنی کو آسان اور رواں اسلوب میں ڈھالنے کی عمدہ کوشش کی ہے اور اس طرح ایک مفید خدمت انجام دی ہے۔

(رمیعہ-ش)